NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 11-26

امر بالمعروف ونہی عن المنکر: اجتماعی سماجی ذمہ داری اور اس کے اثرات

“Amr bi-al-Maʿrūf Wa-Nahy ʿan al-Munkar: A Collective Social Responsibility and Its Impacts”

Tahira Nusrat
Ph.D Scholar, Department of islmaic studies and Shariah, M Y University Islamabad.
Tahiralilla@gmail.com
Dr. Nosheen Zaheer (Corresponding Author)
Assocate professor, Department of Islamic Studies , Sardar Bahadur Khan Women University, Quetta, Balochistan.
nosheenirma@gmail.com

Abstract

This article explores the importance of promoting good and preventing evil in the light of the Qur'an and Sunnah. It explains that amr bil ma'ruf and nahi 'anil munkar are not only core teachings of Islam, but also essential for building a morally strong and socially balanced community. The article shows that Islam encourages believers to spread goodness, stop wrongdoing, and play an active role in reforming society. By referring to Qur'anic verses and Prophetic teachings, it highlights that the rise or decline of a nation is closely linked to whether it upholds these values. The study concludes that enjoining good and forbidding evil is vital for protecting faith, maintaining justice, and ensuring success in both this world and the Hereafter.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
20-03- 2026
Revised:
21-03- 2026
Accepted:
23-03- 2026
Online:
27-03- 2026

Keywords:
Promoting good, preventing evil, Qur'an, Sunnah, Islamic teachings, moral values, social reform, justice.

CC BY

1. موضوع کا تعارف

اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسانی فطرت سے مکمل ہم آہنگی رکھتا ہے اور فردی و اجتماعی زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس کی تعلیمات کا ایک اہم مقصد ایسا پاکیزہ اور متوازن معاشرہ قائم کرنا ہے جہاں اچھائی کو عام کیا جائے اور برائی کی حوصلہ شکنی ہو۔ اسلامی اصطلاح میں معروف سے مراد ہر وہ نیک اور درست عمل ہے جسے شریعت، عقل اور سلیم فطرت پسند کرے، جبکہ منکر ہر اس قول و فعل کو کہا جاتا ہے جو دینی اصولوں اور اخلاقی اقدار کے خلاف ہو۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ میں بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ معاشرے میں نیکی کو فروغ دینا اور برائی کو روکنا اہلِ ایمان کی بنیادی ذمہ داری ہے، کیونکہ اسی عمل کے ذریعے معاشرتی خرابیوں کا سدباب اور انصاف پر مبنی سماجی نظام کا قیام ممکن بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی برائی کو روکنے کو ایمان کے اہم تقاضوں میں شمار فرمایا اور واضح کیا کہ اگر کوئی شخص کسی غلط کام کو دیکھے تو وہ اپنی استطاعت کے مطابق اسے روکنے کی کوشش کرے؛ پہلے ہاتھ سے، پھر زبان سے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم دل میں اسے برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر محض ایک اختیاری یا ثانوی عمل نہیں، بلکہ اسلامی معاشرے کی درست سمت، بقا اور بھلائی کے لیے نہایت ضروری اصول ہے۔ تاریخ بھی اس حقیقت کی شاہد ہے کہ جب قومیں برائی کے خلاف آواز اٹھانا چھوڑ دیتی ہیں تو وہ اخلاقی تنزلی، اجتماعی کمزوری اور عذابِ الٰہی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس لیے نیکی کو قائم کرنا اور برائی کو روکنا ایک ایسا دینی، اخلاقی اور معاشرتی فریضہ ہے جس پر انسان اور معاشرے دونوں کی کامیابی اور نجات موقوف ہے۔

2. امر بالمعروف و نہی عن المنکر: قرآنی حکم

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلامی نظامِ حیات کا نہایت اہم اور بنیادی حصہ ہے، جس کا مقصد فرد کی کردار سازی اور معاشرے کی درست اصلاح ہے۔ اسلام نے نیکی کو فروغ دینے اور برائی کو روکنے کو محض ایک اخلاقی نصیحت کے طور پر پیش نہیں کیا، بلکہ اسے اجتماعی ذمہ داری کی حیثیت دی ہے۔ قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر اس فریضے کی اہمیت بیان کی گئی ہے اور امتِ مسلمہ کو اس خوبی کے ساتھ متصف کیا گیا ہے کہ وہ بھلائی کی تلقین کرتی ہے اور برائی سے روکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو واضح فرمایا ہے کہ یہ ذمہ داری اہلِ ایمان پر عائد ہوتی ہے، اور اگر اسے نظر انداز کر دیا جائے تو اس کے نتائج نہایت سنگین ہو سکتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ فریضہ اسلامی معاشرے کی دینی، اخلاقی اور اجتماعی سلامتی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

2.1 امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے متعلق بنیادی قرآنی آیات

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ[1]

"تم وہ بہترین امت ہو جسے انسانوں کے لیے اٹھایا گیا ہے — تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ[2]

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار ہیں — یہ نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔"

يَا أَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰ أَن

يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّۖ وَلَا تَلْمِزُوٓا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِٱلْأَلْقَٰبِۖ[3] ...

"اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقبوں سے پکارو۔"

يَٰبُنَيَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ وَأْمُرْ بِٱلْمَعْرُوفِ وَٱنْهَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَٱصْبِرْ عَلَىٰ مَآ أَصَابَكَۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ ٱلْأُمُورِ [4]

"اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ، نیکی کی تلقین کر، برائی سے منع کر، اور جو تکلیف بھی پہنچے اس پر ڈٹا رہ — بے شک یہ سب بڑے حوصلے کے کام ہیں۔"

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُواْ بِهِۦٓ أَنجَيْنَا ٱلَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ ٱلسُّوٓءِ وَأَخَذْنَا ٱلَّذِينَ ظَلَمُواْ بِعَذَابٍۭ بَـِٔيسٍۭ بِمَا كَانُواْ يَفْسُقُونَ[5]

"پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو یکسر بھلا دیا جو انہیں کی گئی تھی، تو ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو برائی سے روکتے تھے، اور جنہوں نے ظلم کیا انہیں ان کی نافرمانیوں کے بدلے میں سخت عذاب میں پکڑ لیا۔"

ان قرآنی تعلیمات سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر محض ایک دینی ہدایت نہیں، بلکہ امتِ مسلمہ کی شناخت اور اس کی فضیلت کی اساس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اجتماعی ذمہ داری کے طور پر مقرر کیا ہے اور اس سے غفلت برتنے والوں کے لیے سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ تاریخ اس امر کی گواہی دیتی ہے کہ جب قومیں اس فریضے کو نظر انداز کرتی ہیں تو وہ اخلاقی و سماجی انحطاط کا شکار ہو کر زوال کی طرف بڑھتی ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نیکی کے فروغ اور برائی کے خاتمے میں مؤثر کردار ادا کرے۔

2.2 نیکی کی دعوت انبیاء علیہم السلام کا طریق

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا بنیادی مشن یہی تھا کہ وہ لوگوں کو نیکی کی دعوت دیں اور برائی سے روکیں۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ[6]

"اور اس شخص سے بہتر بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں؟"

یہ آیت نیکی کی دعوت دینے والے کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ سب سے بہترین گفتگو کرنے والا ہے کیونکہ وہ لوگوں کو فلاح اور کامیابی کے راستے پر بلا رہا ہے۔

2.3 بہترین امت کی صفت: نیکی کا حکم دینا

اسلامی تعلیمات کے مطابق امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) ایک بنیادی دینی فریضہ جو امتِ مسلمہ کی پہچان اور خصوصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کو "خیر الامم" (بہترین امت) قرار دیا، اور اس کی سب سے نمایاں صفت یہی بیان فرمائی:

"كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ[7]"

"تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بہترین امت ہونے کا سبب یہی بیان کیا کہ یہ امت معروف کو پھیلاتی اور منکر کو روکتی ہے۔
یہ ذمہ داری ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہے، اور خاص طور پر اہلِ علم اور حکمرانوں پر اس کا بوجھ زیادہ ہے۔

2.4 امر بالمعروف و نہی عن المنکر: اجتماعی فریضہ

امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) اسلامی شریعت کا ایک بنیادی اصول ہے جو معاشرتی اصلاح اور فلاح کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہ ایسا حکم ہے جسے قرآن و حدیث میں بار بار تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، کیونکہ یہی وہ اصول ہے جو ایک اسلامی معاشرے کو فتنہ و فساد سے پاک رکھنے اور عدل و انصاف پر قائم رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم قرآن و سنت میں بہت واضح ہے۔ یہ ہر مسلمان پر لازم ہے، مگر اس کی نوعیت اور سطح مختلف ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ ۚ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ"[8]

"اور تم میں سے کچھ لوگ ضرور ایسے ہونے چاہئیں جو بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ یہ حکم اسلامی معاشرے میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اسلام کا ایک بنیادی حکم ہے جو فرد، خاندان، اور معاشرے کی اصلاح کا ضامن ہے۔ جب یہ حکم ترک کر دیا جاتا ہے تو برائیاں عام ہو جاتی ہیں اور اللہ کا عذاب نازل ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کو اپنی بساط کے مطابق نیکی کے فروغ اور برائی کے خاتمے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ یہی دنیا اور آخرت میں کامیابی کا راستہ ہے۔

2.4.1 قوموں کی تباہی کے اسباب میں سے ایک سبب معروف و منکر سے غفلت برتنا

قرآن کریم میں مختلف اقوام کی ہلاکت کے اسباب بیان کیے گئے ہیں، جن میں معروف و منکر سے غفلت نمایاں وجہ ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ اقوام جو نیکی کو چھوڑ کر برائی میں مبتلا ہوئیں اور برائی کے خلاف آواز نہ اٹھائی، وہ تباہ کر دی گئیں۔ میں بنی اسرائیل کی تباہی کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے:

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ[9]

"وہ ایک دوسرے کو برے کاموں سے نہیں روکتے تھے، جو وہ کرتے تھے، یقیناً وہ نہایت برا تھا"

جب معاشرے میں برائی کو روکنے کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے، تو اس کا نتیجہ تباہی کی صورت میں نکلتا ہے۔ معروف کی ترویج اور منکر کی روک تھام سے ہی معاشرہ اصلاح کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔

2.4.2 نافرمانی اور تکبر

قومِ عاد، قومِ ثمود، اور فرعون کی قوم کو ان کے تکبر اور اللہ کے احکام کی نافرمانی کے سبب ہلاک کیا گیا:

"وَأَمَّا عَادٌ فَٱسْتَكْبَرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ وَقَالُوا۟ مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً... فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا"[10]

"اور عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور کہا: ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟... تو ہم نے ان پر تیز آندھی بھیجی۔"

جب کوئی قوم طاقت کے نشے میں حق سے منہ موڑ لیتی ہے اور معروف و منکر کے اصولوں کو پس پشت ڈال دیتی ہے، تو وہ زوال پذیر ہو جاتی ہے۔

2.4.3 بد دیانتی اور ظلم

قومِ شعیب کا ذکر آتا ہے کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتی تھی اور کاروباری بد دیانتی میں ملوث تھی:

وَأَوْفُوا ٱلْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا۟ مِنَ ٱلْمُخْسِرِينَ[11]

"پیمانے پورے بھر کر دو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد نہ پھیلاو"

جب کوئی قوم انصاف کو ترک کر دیتی ہے، حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتی اور ظلم و استحصال عام ہو جاتا ہے، تو اس پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ امر بالمعروف کے ذریعے دیانت داری کو فروغ دیا جائے اور نہی عن المنکر کے ذریعے بد دیانتی کو روکا جائے۔

2.4.4 فحاشی اور بے حیائی

قومِ لوط کی بربادی کی بنیادی وجہ ان کی بے حیائی اور غیر فطری افعال تھے:

فَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ[12]

"اور جب ہمارا حکم آ گیا، تو ہم نے اس (بستی) کا اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور ان پر پکی مٹی کے کنکر برسا دیے"

جب کوئی قوم فحاشی اور بے حیائی کو عام کر دیتی ہے اور اسے روکنے والا کوئی نہیں رہتا، تو اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ نیکی کے حکم اور برائی سے روکنے کے بغیر معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے۔

2.4.5 نبیوں اور نیک لوگوں کی مخالفت

ماضی کی کئی قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ انہوں نے اللہ کے پیغمبروں اور نیک لوگوں کی مخالفت کی اور ان کی نصیحت کو مسترد کیا:

وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا ءَاخَرِينَ[13]

"ہم نے کتنی ہی بستیاں ہلاک کر دیں کیونکہ وہ ظالم ہو گئیں، تو اب وہ گری پڑی ہیں اور ان کے کنویں ویران ہیں"

جو قوم خیر کی دعوت کو رد کر کے ظلم اور سرکشی پر قائم رہتی ہے، وہ ہلاکت کا شکار ہو جاتی ہے۔ معروف و منکر کا قیام ہی ایسی تباہی سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

معروف و منکر کا تصور اسلامی معاشرت کا بنیادی اصول ہے، جو نیکی کی ترویج اور برائی کی روک تھام کو یقینی بناتا ہے۔ قرآن مجید میں مختلف اقوام کی ہلاکت کے جو اسباب بیان کیے گئے ہیں، ان سے واضح ہوتا ہے کہ اگر معاشرہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اصولوں کو ترک کر دے تو وہ زوال اور بربادی کا شکار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اس اصول کو اپنائے، تاکہ اللہ کی رحمت اور برکت حاصل ہو۔

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 11-26

2.4.6 معروف و منکر کا ترک کرنا قوموں کی بربادی کا سبب بنتا ہے

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی قوم میں برائی عام ہو گئی اور اسے روکنے والا کوئی نہ رہا، وہ تباہ ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ہلاکت کی ایک وجہ یہ بیان کی:

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ[14]

"وہ ایک دوسرے کو برے کاموں سے نہیں روکتے تھے، جو وہ کرتے تھے، یقیناً وہ نہایت برا تھا"

جب برائی عام ہو جاتی ہے اور کوئی اس کو روکنے کی کوشش نہیں کرتا تو پورا معاشرہ زوال پذیر ہو جاتا ہے۔

2.4.7 برائی کو نہ روکنے کے نتائج

اگر کسی معاشرے میں برائی کو روکنے کا حکم چھوڑ دیا جائے، تو اس کے سنگین نتائج نکل سکتے ہیں، جن میں اخلاقی زوال، فتنوں کا ظہور اور اللہ کے عذاب کا نزول شامل ہیں۔ برائی کے عام ہونے سے معاشرے میں بے حیائی، ظلم، خیانت اور کرپشن بڑھ جاتی ہے، جس کے نتیجے میں لوگ دین اور اخلاقی اقدار سے دور ہو جاتے ہیں، اور نیکی کا ماحول ختم ہو جاتا ہے۔ جب لوگ ظلم کے خلاف آواز بلند نہیں کرتے، تو ظالم اور زیادہ جری ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں فتنوں، بد امنی، اور اختلافات کا جنم ہوتا ہے، جو بالآخر معاشرے کی تباہی کا سبب بنتے ہیں۔ قرآن میں ذکر ہے کہ جب قوموں میں ظلم اور نافرمانی میں حد سے بڑھ جاتی ہیں، تو اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ سورہ ہود میں قوم لوط، قوم ثمود اور قوم عاد کی تباہی کے اسباب بیان کیے گئے ہیں، جن میں سب سے بڑا سبب یہی تھا کہ وہ برائی کو عام کرتے تھے اور اس سے باز نہیں آتے تھے۔

2.4.8 اسلامی ریاست اور معروف و منکر کی ضرورت و اہمیت

اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد عدل و انصاف کا قیام اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو عملی جامہ پہنانا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ[15]

"یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور تمام معاملات کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے"

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ معروف کو فروغ دینا اور منکر کو ختم کرنا اسلامی حکومت کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام اسلامی حکومت کا بنیادی فرض ہے۔ اگر اسلامی ریاست اس فریضے کو انجام دے تو ایک ایسا معاشرہ وجود میں آسکتا ہے جو عدل، انصاف، امن، اور روحانی ترقی کا مرکز ہو۔ اسلامی حکومت کو چاہیے کہ وہ قرآنی احکامات اور سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں معروف کو فروغ دے اور منکر کو ختم کرنے کے لیے موثر اقدامات کرے۔

2.4.9 سماجی فلاح و بہبود میں معروف کا کردار

معروف یعنی نیکی کے کاموں کو عام کرنا کسی بھی معاشرے کی بہتری اور استحکام کے لیے ناگزیر ہے۔ جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کریں، مظلوم کی مدد کریں، اور معاشرتی حقوق کی پاسداری کریں، تو ایک پرامن اور خوشحال معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ معروف کے فروغ سے افراد کے درمیان محبت، ایثار اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے، جو معاشرتی رشتوں کو مضبوط بناتی ہے۔ معروف میں شامل ہے کہ لوگوں کو

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 11-26

حق و باطل کا شعور دیا جائے، تاکہ وہ صحیح فیصلے کر سکیں اور زندگی میں بھلائی کے راستے کو اپنائیں۔ دیانت داری، ایمانداری، اور ناپ تول میں انصاف جیسے اصولوں کو اپنانے سے کاروبار میں برکت اور معاشی استحکام آتا ہے۔ معروف و منکر کے اصولوں پر عمل سے ایک مثالی اسلامی معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔ اگر نیکیوں کو عام کیا جائے اور برائیوں کو روکا جائے، تو معاشرہ نہ صرف فلاحی اور پرامن ہو گا بلکہ دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرے گا۔

3. امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ضرورت و اہمیت سنت کی روشنی میں

امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے، جو معاشرے کی اصلاح اور افراد کی تربیت کے لیے ناگزیر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں اس فریضے کو عملی طور پر انجام دیا اور مسلمانوں کو اس کا حکم دیا۔ احادیث نبویہ اور سیرتِ نبوی سے واضح ہوتا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اسلامی تعلیمات کا بنیادی جزو ہے۔ اگر مسلمان اس فریضے کو ترک کر دیں تو برائیاں عام ہو جاتی ہیں اور اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ اس لیے ہر فرد کو اپنی استطاعت کے مطابق نیکی کو عام کرنے اور برائی سے روکنے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

3.1 نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے

نیکی کرنے کا حکم دینا بھی صدقہ کا کام ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"تبسمك في وجه أخيك لك صدقة، وأمرك بالمعروف ونهيك عن المنكر صدقة"[16]

"تمہارا اپنے بھائی کے چہرے پر مسکرانا تمہارے لیے صدقہ ہے، اور تمہارا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔"

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ نہ صرف مالی صدقہ بلکہ ہر وہ عمل جو دوسروں کے لیے خیر و بھلائی کا باعث ہو، صدقہ شمار ہوتا ہے۔ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی ایک عظیم صدقہ ہے کیونکہ یہ پورے معاشرے کی اصلاح اور فلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔

3.2 برائی کی اشاعت پورے معاشرے کو متاثر کرتی ہے

اگر برائی کو روکا نہ جائے تو یہ آہستہ آہستہ پورے معاشرے میں پھیل جاتی ہے اور پھر اس کی سزا سب کو بھگتنی پڑتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إن الناس إذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يديه، أوشك أن يعمهم الله بعقاب منه"[17]

"بے شک جب لوگ ظالم کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں (یعنی اسے نہ روکیں)، تو قریب ہے کہ اللہ ان سب کو اپنے عذاب میں لپیٹ لے۔"

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں برائی کو روکنے کی سخت تاکید کی گئی ہے تاکہ معاشرہ تباہی سے بچ سکے۔

3.3 امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اثر صرف دنیا تک محدود نہیں

یہ عمل آخرت میں بھی کامیابی کا باعث ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إذا عملت الخطيئة في الأرض كان من شهدها فكرهها - وقال مرة: أنكرها - كان كمن غاب عنها، ومن غاب عنها فرضيها كان كمن شهدها، وإذا لم يأخذوا على يد الظالم أوشك أن يعمهم الله بعقاب

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 11-26

منه"۔[18]

"جب زمین میں کوئی گناہ کا کام ہو، تو جو شخص وہاں موجود ہو اور اسے دل سے برا جانے۔ اور ایک روایت میں ہے: اسے رد کرے، تو وہ ایسا ہے جیسے وہاں موجود ہی نہ تھا۔ اور جو وہاں موجود نہ ہو لیکن اسے پسند کرے، تو وہ ایسا ہے جیسے وہ وہاں موجود تھا۔ اور جب لوگ ظالم کا ہاتھ نہ پکڑیں (یعنی اسے نہ روکیں)، تو قریب ہے کہ اللہ ان سب کو اپنے عذاب میں لپیٹ لے۔"

یہ حدیث اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا معاشرتی امن و استحکام کے لیے ضروری ہے۔ یہ حدیث ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صرف ایک عمل نہیں بلکہ صدقہ ہے، جو انسان کو دائمی نیکی اور خیر کے راستے پر لے جاتا ہے۔ یہ نہ صرف معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ ہے بلکہ آخرت میں بھی کامیابی کی ضمانت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس فریضے کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور معاشرے میں معروف و منکر کے قیام کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

3.4 نیکی کی دعوت دینے والا بہترین شخص

اسلام میں نیکی کی دعوت دینا اور بھلائی کی طرف لوگوں کو راغب کرنا ایک عظیم عمل ہے۔ اس کی فضیلت کو نبی کریم ﷺ نے مختلف احادیث میں واضح فرمایا ہے۔ انہی میں سے ایک حدیث درج ذیل ہے:

"من دل علی خیر فله مثل أجر فاعله۔"[19]

"جو شخص کسی بھلائی کی طرف رہنمائی کرے، اسے بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس کام کو کرنے والے کو۔"

یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ صرف خود نیکی کرنے والا ہی اجر کا مستحق نہیں، بلکہ جو شخص کسی اور کو نیکی کا راستہ دکھاتا ہے، اسے بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے، گویا وہ خود اس نیکی میں شریک ہو گیا ہو۔ اس اصول کو اگر ہم وسیع تر تناظر میں دیکھیں، تو اس کے کئی اہم پہلو سامنے آتے ہیں:

جو شخص کسی کو نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے، وہ نہ صرف ایک لمحے کے لیے بلکہ ایک مسلسل نیکی کا باعث بنتا ہے۔ اگر وہ شخص جسے نیکی کی دعوت دی گئی، اس پر عمل کرتا ہے اور آگے بھی لوگوں کو اس کی ترغیب دیتا ہے، تو نیکی پھیلتی چلی جاتی ہے، اور اس کا اجر نیکی کی دعوت دینے والے کو بھی ملتا رہتا ہے۔ مثال کے طور اگر کوئی شخص کسی کو نماز کی اہمیت بتاتا ہے اور وہ اس پر عمل شروع کر دیتا ہے، تو جتنی نمازیں وہ ادا کرے گا، اس کا اجر نیکی کی دعوت دینے والے کو بھی ملتا رہے گا۔

3.5 نیکی کی دعوت دینے والے کا مقام اور اجر

جو شخص دوسروں کو نیکی کی طرف بلاتا ہے، اس کا مقام بہت بلند ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے:

"لأن یهدي الله بك رجلاً واحداً خیر لك من حمر النعم"[20]

" یہ کہ اللہ تمہارے ذریعے ایک شخص کو ہدایت دے دے، یہ تمہارے لیے **سرخ اونٹوں** سے بھی بہتر ہے۔"

یہ حدیث اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو نیکی کی طرف مائل کر دے اور وہ اس پر عمل پیرا ہو جائے، تو یہ دنیا کی سب سے قیمتی دولت سے بھی زیادہ فائدہ مند ہے۔

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 11-26

3.6 برائی کی طرف بلانے والے کا انجام

جس طرح نیکی کی دعوت دینے والے کو اجر ملتا ہے، اسی طرح جو شخص برائی کی طرف بلاتا ہے، وہ بھی گناہ میں شریک ہوتا ہے، جیسا کی نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ومن سن في الإسلام سنة سيئة، كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده، من غير أن ينقص من أوزارهم شيء[21]"

"اور جو شخص اسلام میں کوئی بری روش چلائے، تو اس پر اس کا بوجھ بھی ہوگا اور ان سب کا بوجھ بھی جنہوں نے اس کے بعد اس پر عمل کیا، بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی کم ہو۔"

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں نیکی کی دعوت دینا ایک عظیم عبادت ہے، اور برائی کی دعوت دینا سخت گناہ۔

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ نیکی کی دعوت دینا نہ صرف ایک عبادت ہے بلکہ صدقہ جاریہ بھی ہے۔ جو شخص لوگوں کو نیکی کی ترغیب دیتا ہے، وہ نہ صرف خود کو فائدہ پہنچاتا ہے بلکہ دوسروں کے لیے بھی ہدایت کا ذریعہ بنتا ہے۔ لہذا، ہمیں اپنے اعمال کے ذریعے اور زبان و کردار کے ذریعے نیکی کی دعوت کو عام کرنا چاہیے تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

3.7 نیکی کا حکم دینا سب سے افضل جہاد

رسول اللہ ﷺ نے معروف (نیکی) کے قیام اور منکر (برائی) کے خاتمے کے لیے جو ہدایات دی ہیں، ان میں ایک بنیادی اصول ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے، جسے نبی اکرم ﷺ نے "سب سے افضل جہاد" قرار دیا۔

قال رسول الله ﷺ": أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر[22]"

"سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے۔"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) صرف عام لوگوں تک محدود نہیں بلکہ اس کا دائرہ حکمرانوں، سربراہوں، اور طاقتور طبقات تک بھی وسیع ہے۔ اگر کوئی شخص ظلم، بد دیانتی، اور ناانصافی دیکھے اور پھر بھی خاموش رہے تو وہ اپنی دینی اور اخلاقی ذمہ داری پوری نہیں کر رہا۔

3.8 نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) اسلامی تعلیمات کا بنیادی اصول ہے۔ ایک مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ معاشرے میں بھلائی کو فروغ دے اور برائی کے خاتمے کی کوشش کرے۔ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان۔"[23]

"تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے، اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دل میں اسے برا جانے —اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔"

یہ حدیث اسلامی معاشرتی نظام کا ایک بنیادی اصول بیان کرتی ہے، جس کے مطابق ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ برائی کو ختم کرنے کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق اقدام کرے۔ اس حدیث میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تین درجات بیان کیے گئے ہیں:

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 11-26

اگر کوئی شخص یا حکومت طاقت رکھتی ہے تو اسے چاہیے کہ عملی طور پر برائی کو ختم کرے۔ مثال کے طور پر والدین اپنے بچوں کو غلط کاموں سے روک سکتے ہیں، حکمران ظلم کو ختم کر سکتے ہیں، اور علما و مصلحین اپنی تدابیر سے برائی کا سدباب کر سکتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے دور میں عدل و انصاف کے قیام کے لیے عملی اقدامات کیے گئے اور برائیوں کا خاتمہ کیا گیا۔

اگر کوئی شخص عملی اقدام نہیں کر سکتا تو کم از کم زبان سے برائی کے خلاف آواز بلند کرے۔ علما، دانشور، اساتذہ، اور عام مسلمان برائی کی روک تھام کے لیے وعظ و نصیحت کریں، میڈیا اور تحریر کے ذریعے اصلاح کی کوشش کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

"أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر۔"[24]

"سب سے افضل جہاد ظالم سلطان کے سامنے حق بات کہنا ہے۔"

اگر کوئی شخص نہ عملی اقدام کر سکتا ہے اور نہ زبان سے منع کر سکتا ہے، تو کم از کم اسے دل میں برا جانے۔ یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے کیونکہ اس میں معاشرے پر کوئی اثر نہیں پڑتا، لیکن یہ پھر بھی منافقت سے بہتر ہے۔

3.9 ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا افضل جہاد

حق بات کہنا اسلام میں نہایت اہمیت رکھتا ہے، خاص طور پر جب یہ کسی ظالم حکمران کے سامنے کہی جائے۔ ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا اور حق و انصاف کا ساتھ دینا اسلامی تعلیمات کا بنیادی حصہ ہے۔ جب کوئی شخص اقتدار اور جبر کے خوف کے باوجود سچائی کا پرچم بلند کرتا ہے، تو یہ ایک عظیم قربانی اور جدوجہد کی علامت بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا افضل جہاد قرار دیا گیا ہے، کیونکہ اس میں نہ صرف سچائی کی حمایت ہوتی ہے بلکہ ظلم کے خلاف مزاحمت بھی شامل ہوتی ہے۔ اس عمل سے معاشرے میں عدل و انصاف کو فروغ ملتا ہے اور ظالم کے سامنے کلمۂ حق کہنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے، جو ایک صالح اور منصفانہ معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہے۔ ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا افضل جہاد ہے۔ ظالم حکمران کے سامنے سچ بولنے میں جان کا خطرہ ہوتا ہے، اسی لیے اسے سب سے افضل جہاد کہا گیا۔ قرآن میں بیان ہوا:

" فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ[25]

"اور لوگوں سے مت ڈرو، بلکہ مجھ سے ڈرو"

ظلم کے خلاف آواز اٹھانے سے معاشرہ محفوظ رہتا ہے۔ جب کوئی ظالم کے سامنے کلمۂ حق کہتا ہے تو وہ ظلم کے نظام کو چیلنج کرتا ہے۔ اگر ظالم کو روکا نہ جائے تو ظلم معاشرے میں عام ہو جاتا ہے، جیسا کہ بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا گیا:

"كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ " [26]

"وہ ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روکتے تھے"

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا نبیوں کی سنت ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کو ظلم، شرک، اور گناہوں سے روکا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں جا کر "قولوا لا إله إلا الله" کا اعلان کیا، جس پر انہیں قتل کی دھمکی دی گئی۔ آج بھی امتِ مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضے کو نبھائے اور ظلم و فساد کے خلاف آواز بلند کرے۔ حکومت، علما، اور دانشوروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ عدل و انصاف کے نظام کو نافذ کریں۔ اگر ظالم کو نہ روکا جائے، تو پورا معاشرہ تباہ ہو سکتا ہے۔

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 11-26

3.10 برائی کو نہ روکنے پر اجتماعی عذاب

اسلامی تعلیمات کے مطابق، کسی بھی معاشرے میں برائی کو پھیلنے سے روکنا ہر فرد اور امت کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اگر لوگ برائی دیکھ کر خاموشی اختیار کرلیں اور ظالم کو ظلم سے نہ روکیں، تو اللہ تعالیٰ ایسے معاشرے پر اجتماعی عذاب نازل کر سکتا ہے۔ اس بارے میں نبی کریم ﷺ نے واضح طور پر تنبیہ فرمائی:

"إن الناس إذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يديه أوشك أن يعمهم الله بعقاب منه"[27]

یہ حدیث اسلامی معاشرتی اصولوں پر روشنی ڈالتی ہے اور ہمیں خبردار کرتی ہے کہ اگر کوئی قوم برائی کو دیکھ کر خاموشی اختیار کرلے اور ظالم کو اس کے ظلم سے نہ روکے، تو اس قوم پر اللہ کی طرف سے اجتماعی عذاب آسکتا ہے۔

4. امر بالمعروف و نہی عن المنکر اجتماعی ذمہ داری ہے

اسلام میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ایک اجتماعی فرض قرار دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص ظلم کو اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھے اور خاموش رہے، تو وہ بھی کسی نہ کسی درجے میں اس گناہ میں شریک ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل اور پچھلی اقوام کے بارے میں فرمایا کہ وہ اس وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوئیں کہ انہوں نے برائی کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ اسی طرح قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، اور فرعون کی قوم اجتماعی عذاب کا شکار ہوئیں، کیونکہ وہ برائی کو فروغ دینے والے تھے اور نیکی کی دعوت کو رد کر چکے تھے۔ جب کسی معاشرے میں ظلم کو روکا نہ جائے، تو وہ مزید طاقت پکڑ لیتا ہے۔ ظالم اس خاموشی کا فائدہ اٹھا کر مزید ظلم کرتا ہے اور یوں پورے معاشرے میں فساد پھیل جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ظالم کو روکنے کا حکم دیا گیا ہے، چاہے وہ حکومت میں ہو یا عام شہریوں میں سے ہو۔

4.1 بنی اسرائیل کی تباہی کی وجہ

اسلام میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو بنیادی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ جب کوئی قوم اس فریضے کو ترک کر دیتی ہے، تو وہ تباہی و بربادی کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس کی ایک نمایاں مثال بنی اسرائیل کی ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے کئی انعامات سے نوازا، مگر جب انہوں نے گناہوں کو دیکھ کر بھی خاموشی اختیار کرلی اور برائی کو برائی سمجھنا چھوڑ دیا، تو اللہ نے ان پر اپنا عذاب نازل کیا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"كان الرجل في بني إسرائيل إذا رأى أخاه على الذنب نهاه عنه، فإذا كان الغد لم يمنعه ذلك أن يكون جليسه وأكيله وشريبه، فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم ببعض."[28]

"بنی اسرائیل میں یہ ہوتا تھا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کو گناہ کرتے دیکھتا تو اسے منع کر دیتا، لیکن اگلے دن وہی شخص اس کے ساتھ بیٹھتا، کھاتا پیتا، گویا کل کی بات کوئی رکاوٹ نہ بنتی۔ پھر جب یہی ان کا وتیرہ بن گیا تو اللہ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے پر پھیر دیا۔"

یہ حدیث ہمیں بنی اسرائیل کے انحطاط اور بربادی کے اہم سبب کی نشاندہی کرتی ہے۔ بنی اسرائیل کے لوگ جب کسی کو گناہ کرتے دیکھتے تو صرف رسمی طور پر منع کرتے، لیکن ان کے دل میں گناہ کی نفرت نہیں ہوتی تھی۔ اگلے دن وہ انہی گناہ گاروں کے ساتھ بیٹھتے، کھاتے، پیتے اور میل جول رکھتے، گویا کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔ ان کے رویے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گناہ کو برائی سمجھنا چھوڑ چکے تھے۔ اگر کسی قوم میں گناہ کو معمول بنا دیا جائے اور لوگ اسے برا نہ سمجھیں، تو وہ قوم اجتماعی گناہ میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ جب لوگ

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 11-26

برائی دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو ایک جیسا کر دیتا ہے، یعنی نیک اور بد میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ تھی کہ بنی اسرائیل پر اللہ کا عذاب آیا اور وہ مختلف ذلتوں کا شکار ہوئے۔

بنی اسرائیل کی تباہی کی ایک بڑی وجہ ان کا برائی کو برائی نہ سمجھنا اور گناہ گاروں کے ساتھ میل جول رکھنا تھا۔ اگر کوئی معاشرہ اسی روش کو اپنائے، تو وہ بھی اللہ کے غضب کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضے کو اپنائیں، برائی کے خلاف آواز بلند کریں، اور ایسے معاشرتی رویوں سے بچیں جو بنی اسرائیل کی تباہی کا سبب بنے۔

4.2 معروف و منکر کی عملی ضرورت

اسلامی تعلیمات کا بنیادی اصول امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) ہے۔ یہ اصول ایک اسلامی معاشرے کی بقا، ترقی اور فلاحی ریاست کے قیام کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اگر کسی معاشرے میں نیکی کو فروغ نہ دیا جائے اور برائی کو نہ روکا جائے تو وہ بگاڑ، ظلم، کرپشن اور دیگر سماجی برائیوں میں مبتلا ہو کر تباہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اسلامی نظام میں معروف و منکر کو عملی طور پر نافذ کرنا لازم قرار دیا گیا ہے، تاکہ ایک صالح اور منظم معاشرہ تشکیل دیا جا سکے۔

معروف و منکر کا اصول نہ صرف فرد کی اصلاح میں مددگار ثابت ہوتا ہے بلکہ یہ اجتماعی زندگی میں بھی انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ فردی اصلاح کے بغیر معاشرتی بہتری ممکن نہیں، کیونکہ ایک فرد کی نیکی پورے معاشرے پر مثبت اثر ڈالتی ہے۔ جب کوئی شخص نیک اعمال اپناتا ہے، دیانت دار، ایماندار اور انصاف پسند بنتا ہے، تو اس کے ارد گرد کے لوگ بھی اس سے متاثر ہو کر اچھے اخلاق اور اچھے رویے اختیار کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، اگر کوئی فرد برائی کو اختیار کرتا ہے تو وہ دوسروں کے لیے بھی منفی مثال بن جاتا ہے، جو پورے معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔ اجتماعی سطح پر اگر معروف کو فروغ نہ دیا جائے اور برائیوں کو نہ روکا جائے تو سماجی ناانصافی، کرپشن، فحاشی، چوری، دھوکہ دہی، اور دیگر اخلاقی برائیاں معاشرے میں سرایت کر جاتی ہیں۔ ایسے معاشرے میں عدل و انصاف ختم ہو جاتا ہے، مظلوم کی کوئی دادرسی نہیں ہوتی، اور طاقتور افراد کمزوروں کا استحصال کرنے لگتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ریاستی سطح پر ایسے اقدامات کیے جائیں جو معروف کو عام کریں اور منکرات کا سدباب کریں۔

اسلام میں معروف و منکر کو ایک بنیادی اصول کے طور پر اپنایا گیا ہے۔ نیکی کی ترغیب اور برائی سے روکنے کا عمل اسلامی تعلیمات کا ایک لازمی جزو ہے، جسے ہر مسلمان کو اپنی زندگی میں اپنانا چاہیے۔ نیکی اور بھلائی کا حکم دینے اور برائیوں کو ختم کرنے کے لیے سب سے زیادہ مؤثر کردار اسلامی حکومت کا ہوتا ہے، کیونکہ جب کوئی نظام حکومتی سطح پر نیکی کو فروغ دیتا ہے اور برائی کے خلاف سخت اقدامات کرتا ہے، تو عوام بھی اس کے مطابق چلنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسلامی حکومت کے لیے لازم ہے کہ وہ عدل و انصاف کے نظام کو مضبوط کرے، کرپشن اور بدعنوانی کے خلاف سخت قوانین بنائے، اور معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے ایسے اقدامات کرے جو نیکی کے فروغ میں مددگار ثابت ہوں۔

آج کے دور میں معروف و منکر کا اصول پہلے سے زیادہ اہمیت اختیار کر چکا ہے، کیونکہ جدید ذرائع ابلاغ، سوشل میڈیا اور ٹیکنالوجی کے ذریعے برائیاں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ اگر حکومت، سماجی ادارے اور عوام مل کر معروف و منکر کے اصولوں پر عمل نہ کریں تو معاشرتی اقدار کمزور ہو جائیں گی۔ میڈیا اور سوشل میڈیا پر نیکی کو فروغ دینے اور برائی کو روکنے کے لیے ضروری ہے کہ مثبت مواد کی نشر و اشاعت کی جائے اور اخلاقی برائیوں، جیسے کہ فحاشی اور بے حیائی، کے پھیلاؤ کو روکا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلیمی نظام میں اسلامی اقدار کو فروغ دینا بھی ضروری ہے تاکہ نئی نسل نیکی اور بدی میں تمیز کر سکے اور اپنے اخلاقی و دینی فرائض کو پہچان سکے۔

معاشی اور کاروباری دنیا میں بھی معروف و منکر کا اصول انتہائی ضروری ہے۔ بلا سود معیشت کو فروغ دینا، حلال کاروبار کے اصولوں پر عمل کرنا اور دھوکہ دہی، رشوت اور ناجائز منافع خوری جیسے عوامل کو ختم کرنا ایک اسلامی حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہونا چاہیے۔ جب کاروبار اور معیشت نیکی اور ایمانداری کے اصولوں پر قائم ہوں گے تو پورے ملک میں خوشحالی آئے گی اور لوگوں کے درمیان باہمی اعتماد بڑھے گا۔

ایک مستحکم اور پرامن معاشرے کے لیے اسلامی خاندانی اقدار کو محفوظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ نکاح کو آسان بنایا جائے، رشتوں میں محبت، عزت اور اعتماد کو فروغ دیا جائے، اور بے راہ روی، طلاق اور خاندانی جھگڑوں کو کم کرنے کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں۔ والدین کی عزت و تکریم کو یقینی بنانے کے لیے بچوں کی اخلاقی تربیت پر زور دینا چاہیے اور والدین کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو اسلامی تعلیمات کے مطابق پروان چڑھائیں۔

معروف و منکر کا اصول ایک اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔ اگر نیکی کو فروغ نہ دیا جائے اور برائیوں کو نہ روکا جائے تو معاشرہ تباہی اور زوال کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسلامی حکومت، میڈیا، تعلیمی ادارے، عدلیہ، معیشت، اور خاندانی نظام میں معروف و منکر کا عملی نفاذ لازم ہے، تاکہ ایک مثالی اسلامی معاشرہ وجود میں آئے۔ جب فرد، معاشرہ اور حکومت مل کر نیکی کو اپنائیں گے اور برائی سے روکیں گے تو ایک پرامن، ترقی یافتہ اور فلاحی ریاست کا قیام ممکن ہو سکے گا۔

5. خلاصۃ البحث

معروف کو اختیار کرنا اور منکر سے باز رکھنا اسلامی نظام فکر کا ایک مرکزی اصول ہے، جس کا ہدف انسان کی انفرادی اصلاح کے ساتھ ساتھ اجتماعی بھلائی بھی ہے۔ ایک مثالی اور متوازن معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ نیکی کو عام کیا جائے اور برائی کے پھیلاؤ کو روکا جائے۔ اس رویے کے نتیجے میں نہ صرف معاشرتی خرابیوں میں کمی آتی ہے بلکہ لوگوں کے درمیان خیر خواہی، محبت اور ہمدردی کے جذبات بھی مضبوط ہوتے ہیں۔ اگر برائی کو نظر انداز کر دیا جائے تو وہ بتدریج پھیل کر معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔ اسی لیے نیکی کی ترغیب دینا اور برائی سے منع کرنا ہر فرد کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے، کیونکہ یہی عمل ایک پرامن، منظم اور متوازن معاشرے کی بنیاد رکھتا ہے۔ یہ فریضہ ایمان کا تقاضا بھی ہے، اور اس پر عمل قوموں کی ترقی اور کامیابی کا ذریعہ بنتا ہے۔ جب ہر فرد اپنی استطاعت کے مطابق اس اصول کو اپناتا ہے تو ایک ایسا مثالی معاشرہ تشکیل پاتا ہے جو دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی کا سبب بنتا ہے۔

نتائج مقالہ:

اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1. تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر محض ایک مذہبی فریضہ نہیں، بلکہ یہ کسی بھی معاشرے کی بقا اور استحکام کے لیے ایک ناگزیر سماجی دفاعی نظام ہے۔ جس طرح انسانی جسم میں مدافعت کا نظام بیماریوں کو روکتا ہے، اسی طرح یہ اصول معاشرے کو اخلاقی وباؤں سے بچاتا ہے۔
2. اجتماعی ذمہ داری کا فریضہ کسی خاص گروہ یا طبقے تک محدود نہیں ہے۔ اسلام نے اسے ہر فرد کی استطاعت اور منصب کے مطابق تقسیم کیا ہے۔ انفرادی سطح پر خاموشی اختیار کرنا پورے معاشرے کو اجتماعی زوال کی طرف دھکیلنے کا باعث بنتا ہے۔
3. تاریخی مطالعہ اور قرآنی قصص (خصوصاً بنی اسرائیل کا تذکرہ) یہ واضح کرتے ہیں کہ قوموں کی ہلاکت کا بڑا سبب مادی

وسائل کی کمی نہیں، بلکہ برائی کے سامنے سمجھوتہ کرنا اور اسے روکنے کے جذبے سے عاری ہو جانا ہے۔ جب معاشرہ برائی کو معمول تسلیم کرلیتا ہے، تو وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔

4. نیکی کی دعوت دینے کا عمل صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ معاشرے میں خیر کے پھیلاؤ کا ایک ایسا خودکار نظام ہے جہاں ایک انسان کی نیکی دوسرے کے لیے ترغیب بنتی ہے، جس سے باہمی ہمدردی، ایثار اور محبت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔

5. موجودہ دور میں میڈیا اور ٹیکنالوجی کے ذریعے پھیلنے والی برائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے نہی عن المنکر کے قدیم اور جدید طریقوں کو یکجا کرنا ضروری ہے۔ تعلیمی اداروں اور سوشل میڈیا کو معروف کے فروغ کے لیے استعمال کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

6. آخر میں حقیقی عالمی امن اور سماجی فلاح کا راستہ مادی قوانین سے زیادہ اخلاقی بیداری میں پوشیدہ ہے۔ جب تک نیکی کو اپنانے اور برائی کو مٹانے کا جذبہ زندہ ہے، معاشرہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہے گا۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 11-26

مصادرومراجع

[1]القرآن،110:3

Al-Qurʾān 110:3

[2]القرآن،71:9

Al-Qurʾān 71:9

[3]القرآن،11-12:49

Al-Qurʾān 11–12:49

[4]القرآن،17:31

Al-Qurʾān, 17:31

[5]القرآن،165:7

Al-Qurʾān, 165:7

[6]القرآن،33:41

Al-Qurʾān, 33:41

[7]القرآن،110:3

Al-Qurʾān, 110:3

[8]القرآن،104:3

Al-Qurʾān, 104:3

[9]القرآن،79:5

Al-Qurʾān, 79:5

[10]القرآن،15-16:41

Al-Qurʾān, 15–16:41

[11]القرآن،85:11

Al-Qurʾān, 85:11

[12]القرآن،82:11

Al-Qurʾān, 82:11

[13]القرآن،45:22

Al-Qurʾān, 45:22

[14]القرآن،79:5

Al-Qurʾān, 79:5

[15]القرآن،44:22

Al-Qurʾān, 44:22

[16]الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، رقم الحدیث:1956

Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. Sunan al-Tirmidhī. Ḥadīth No. 1956

[17]ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، رقم الحدیث2168

Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. Sunan al-Tirmidhī. Ḥadīth no. 2168

[18]حنبل، احمد بن محمد، مسند احمد بن حنبل (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2016)، رقم الحدیث22218

Ḥanbal, Aḥmad ibn Muḥammad. Musnad Aḥmad ibn Ḥanbal (Lahore: Maktabah Islāmiyyah, 2016). Ḥadīth no. 22218

[19]المسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، رقم الحدیث1893

Al-Muslim, Muslim ibn Ḥajjāj. Ṣaḥīḥ Muslim. Ḥadīth no. 1893

[20]البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الجهاد، رقم الحدیث2942

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 11-26

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī. Kitāb al-Jihād. Ḥadīth no. 2942

[21] المسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، رقم الحدیث1017

Al-Muslim, Muslim ibn Ḥajjāj. Ṣaḥīḥ Muslim. Ḥadīth no. 1017

[22] النسائی، عبدالرحمن احمد بن شعیب، سنن النسائی(کراچی: مکتبہ دار العلم، 2012)، رقم الحدیث4209

Al-Nasāʾī, ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb. Sunan al-Nasāʾī (Karachi: Maktabah Dār al-ʿIlm, 2012). Ḥadīth no. 4209

[23] المسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، رقم الحدیث49

Al-Muslim, Muslim ibn Ḥajjāj. Ṣaḥīḥ Muslim. Ḥadīth no. 49

[24] النسائی، عبدالرحمن احمد بن شعیب، سنن النسائی، رقم الحدیث4209

Al-Nasāʾī, ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb. Sunan al-Nasāʾī. Ḥadīth no. 4209

[25] القرآن، 44:5

Al-Qurʾān, 44:5

[26] القرآن، 79:5

Al-Qurʾān, 79:5

[27] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، رقم الحدیث2168

Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. Sunan al-Tirmidhī (Maktabah Islāmiyyah). Ḥadīth no. 2168

[28] السجستانی، سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داود، کتاب الملاحم، باب الأمر والنهي(لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2010)، رقم الحدیث4336

Al-Sijistānī, Sulaymān ibn al-Ashʿath. Sunan Abī Dāwūd. Kitāb al-Malāḥim. Bāb al-Amr wa al-Nahy (Lahore: Maktabah Islāmiyyah, 2010). Ḥadīth no. 4336